اصلاحِ امت

سلسلہ نمبر

70

# اپنے رب سے مانگیے

مؤلف

مفتی محمد نعیم

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# اپنے رب سے مانگیے !

اللہ رب العزت اس پوری کائنات میں موجود ہر چھوٹی بڑی، خشک و تر، دکھائی دینے والی، نظر نہ آسکنے والی، مادی و روحانی چیزوں کے خالق و مالک ہیں، ہر ہر چیز کے لامحدود خزانے ہر وقت، ہر جگہ ان کے پاس موجود ہیں، ان میں سے کوئی چیز کبھی نہ ختم ہوئی ہے، نہ ہوسکتی ہے، نہ ہی ہوگی، خزانوں کی ہر ہر چیز خرچ ہوتے رہنے کے باوجود وافر مقدار میں بھری رہتی ہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ کو ان میں سے کسی چیز کی ذاتی طور پر ضرورت ہی نہیں ہے۔ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک آنے والا آخری انسان ایک میدان میں ایک وقت میں جمع ہوجائیں اور ان میں کا ہر ہر فرد پیدائش سے لے کر موت تک کی ہر ہر شعبۂ زندگی کی تمام ضروری و غیر ضروری حاجتیں و خواہشیں اپنے پروردگار سے ایک ہی وقت میں مانگ لیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی تمام مانگوں کو سُن لیں اور قبول فرمالیں۔ باری باری نہیں مانگنے والوں کی مانگوں کی مقدار کے عین مطابق اسی وقت بغیر کسی انتظار کے تمام کو وہ سب کچھ رتی برابر کمی کیے بغیر عطا فرمادیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی کمی سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لی جائے اور جو تَری (گیلاپن)

سوئی پر آجاتا ہے اور بظاہر اس تری کے بقدر کمی سمندر میں واقع ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں ایسی اور اتنی بھی کمی نہیں آتی (سبحان اللہ ! تمام مانگنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں ہی کی چیزیں ہیں، تمام دی گئی چیزیں بھی خزانوں ہی کی چیزیں ہیں۔ سب کچھ خزانوں ہی میں رہا کمی کہاں اور کیسے واقع ہو گی۔)

مخلوقات میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔ دیگر مخلوقات سے اس کی اشرفیت اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی منوالی گئی تھی۔ اس انسان کی ذات میں بہت ساری مادی و روحانی ضروریات رکھ کر اسے اس دنیا میں اس حال میں بھیجا گیا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی۔ (ضرورت ہر ہر لمحے میں اور ذاتی انتظام کوئی نہیں) بچپن میں بڑوں نے سنبھالا۔ جب خود بڑا ہوا تو ذہنی صلاحیت اور جسمانی طاقت کو ایک ساتھ کام میں لاتے ہوئے محنت کے میدان میں قدم رکھا۔ اس جگہ انسانیت واضح طور پر دو (2) سوچوں میں تقسیم ہو گئی۔ پہلی سوچ یہ ہے کہ محنت سے ضروریات پوری ہونے کے اسباب (مال) حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری سوچ یہ ہے کہ دنیا کو دارالاسباب بنایا گیا ہے، مال کے حاصل ہونے کا سبب محنت ہے، لہٰذا محنت کرنا لازمی شرط ہے۔ محنت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ جب تک شامل حال نہ ہو گا محنت کا مثبت نتیجہ حاصل نہیں ہوسکے گا۔

پہلی سوچ رکھنے والوں نے محنت ہی کو سب کچھ سمجھا اور مذہب کی مداخلت اور

اللہ تعالیٰ کی مشیئت (فیصلے) کو نعوذ باللہ غلط قرار دیا ان کا کہنا ہے کہ دنیوی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ اور مذہب سے لاتعلق ہو جانا کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے۔ انہوں نے نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کو عضو معطل قرار دیتے ہوئے ذہنی صلاحیت اور جسمانی طاقت ہی کو اصل سمجھ رکھا ہے۔

دوسری سوچ رکھنے والوں نے اپنی ذہنی صلاحیت اور جسمانی طاقت کو معاشی میدان میں استعمال کرنا بھی ضروری سمجھا اور بھروسا و اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرتے ہوئے منفی نتائج سے حفاظت اور مثبت نتائج کا حصول اللہ تعالیٰ ہی سے چاہا اور مانگا۔ (گویا اپنی محنت کو مخلوق، اللہ تعالیٰ کو نتائج کا خالق اور اپنی ذات کو نتائج کا کاسب (حاصل کرنے والا) بذریعہ محنت سمجھا۔)

اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کے چاہے اور مانگے جانے کو الفاظ کا لباس پہنانے کو دعا کہا جاتا ہے۔ یہ دعا عبادت ہے بلکہ یہی عبادت عبادت کا جوہر، عبادت کی جان، عبادت کی روح، عبادت کا مغز، عبادت کا خلاصہ ہے، دعا میں اعتراف ہے اس بات کا کہ دعا مانگنے والا فقیر، محتاج اور ضرورت مند ہے اور وہ جس ذات اقدس سے دعا مانگ رہا ہے وہ تمام کے تمام خزانوں کا مالک ہی نہیں وہ صمد، بے نیاز، غنی، فیاض، سخی، دریادل، عطا، جود، بخشش کرم والا، قدردان، وسیع فضل والا اور قادر مطلق، مختارِ کُل، علام الغیوب، ستار العیوب بھی ہے۔ اور میں اس کے دَر کا گدا اور فقیر ہوں۔ یہ اعتراف ہی معرفت حقیقی ہے۔ غنی اور فقیر کی نسبت ہی معرفت (اللہ تعالیٰ کی پہچان و تعلق وقرب) کی معراج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

جیسا اَن داتا (روزی دینے والا، آقا، مالک) کوئی نہ ہوا، نہ تھا، نہ ہے، نہ ہی ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ (اس جیسا کسی کو سمجھنا، ماننا، تصور کرنا، خیال میں لانا، دل میں بسانا، آنکھوں میں جگہ دینا، لکھنا، پڑھنا، بولنا، سننا، جنون، پاگل پَن کا نہایت ذلت آمیز، انتہائی نچلی سطح کا درجہ ہے۔ یہیں سے دیوالیہ پن کی ابتدا ہوتی ہے۔ بلاشبہ بالیقین یہی لوگ جانور بلکہ اس سے زیادہ، اس سے بڑھ کر گمراہ ہیں) (معرفتِ الٰہی سے محروم یہ لوگ اپنے طور پر اپنے آپ کو چاہے کتنا بڑا دانشور کیوں نہ سمجھتے ہوں۔ دنیا والوں سے انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں کیوں نہ حاصل ہو چکی ہوں، انہوں نے اس فانی دنیا کی الجھی ہوئی کئی گتھیاں کیوں نہ سلجھائی ہوں، ان کے کارناموں سے ایک دنیا کیوں نہ فیضیاب ہو رہی ہو انہوں نے دانش کے بلند و بالا پرکشش، جاذبیت بھرے، خوبصورت زینے (سیڑھی) کے پہلے ابتدائی درجے پر بھی ابھی قدم نہیں رکھا یہ اپنی پیدائش کے مقصد سے نہ صرف دور ہیں بلکہ مسلسل دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس حالت میں یہ کبھی منزل نہ پا سکیں گے۔ یہ اس مسافر کی طرح ہیں جو لاہور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی کی روانگی کے وقت موجود ہوں۔ ان کا عزم کراچی جانے کا ہو۔ ان کی جیب میں کراچی کا کارآمد ٹکٹ بھی موجود ہو۔ گاڑی پلیٹ فارم پر تیار کھڑی ہو مگر گاڑی ان کے ذہنی معیار سے لگّا (مطابقت) نہ کھا رہی ہو۔ لہٰذا وہ دوسرے پلیٹ فارم پر تیار کھڑی پشاور جانے والی گاڑی پر جو ان کی آنکھوں کو جچ رہی تھی سوار ہو جائیں اور لمحہ بہ لمحہ اپنی منزل سے پورے اطمینان کے ساتھ دور ہوتے چلے جائیں۔ ہاں ! ہاں ! یہی وہ لوگ ہیں جو دور کی گمراہی میں جا پڑے۔ حادثے

سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ وہ اس پر راضی بھی ہیں۔)

ولایت (بزرگی، دوست کا مرتبہ) کے مقام کے ایک بزرگ اپنے علاقے سے دور دراز کا سفر طے فرما کر تقریباً ہر سال بیت اللہ تشریف لے جایا کرتے تھے، بیت اللہ پہنچ کر لبیک پڑھتے ہوئے اپنی حاضری لگوایا کرتے۔ غیب سے آواز آیا کرتی تیری حاضری قبول نہیں، جسے وہ خود سُنا کرتے۔ ایک مرتبہ ان کے ساتھ ان کے ہم مرتبہ ایک شاگرد بھی تھے۔ جب لبیک کہا تو غیب سے لالبیک کا جواب آیا جو ان کے شاگرد نے بھی سُنا۔ استاذ سے سُنا جانے والا جواب عرض کیا، پوچھا بھتیجے تو نے سُنا؟ عرض کیا جی ہاں ! میں نے سُنا، فرمایا میں پچھلے چالیس (40) سالوں یا چوبیس (24) سالوں سے یہی جواب سُن رہا ہوں، حیران ہوتے ہوئے کہا پھر (اتنی مشقت اٹھا کر) یہاں آتے کیوں ہیں؟ فرمایا پھر کوئی دوسرا دروازہ ہے جہاں حاضری دوں؟ میرا کام تو حاضری دیتے رہنا ہے جو میں نتیجے کے تردد کے بغیر مسلسل اور بدستور دیتا چلا جارہا ہوں، غیب سے آواز آئی تیری یہ حاضری بھی قبول ہوگئی اور پچھلی تمام حاضریاں بھی قبول کرلی گئیں (سبحان اللہ !) (وفاداری نامی کتاب میں مایوسی نام کا کوئی لفظ ہے ہی نہیں۔ ان کی وفاداری تو ہر حال میں مستحکم رہتی ہے، ان کا نظریہ ہی یہ ہُوا کرتا ہے، بارگاہ رب العزت میں ہر حال میں، ہر جگہ سے حاضر ہی رہوں گا کہ حاضر رہنے سے ہی کام بنا کرتا ہے، ان کا توجدان ہی یہ رہا کرتا ہے تیرا خیال میرے دل و دماغ میں ہے، تیرا ذکر میری زبان پر ہے پھر تو مجھ سے کب، کہاں، کیسے غائب ہوسکتا ہے، غائب رہ سکتا ہے، یہ لوگوں کو تو کھڑے، بیٹھے، لیٹے، سوتے،

جاگتے، کھاتے، پیتے، کماتے، خرچ کرتے، بولتے، سنتے، لکھتے، پڑھتے، پکڑتے، چھوڑتے، چلتے، پھرتے، نظر آیا کرتے ہیں، لیکن ان کے دلوں کی دھڑکن سدا رہتی ہے ''اللہ، اللہ'' باطنی طور پر بس یوں ہی مگن، مست، ڈوبے ہوئے، بے خود سے رہتے ہیں کہ یارب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں۔ ان کا تو غیر متزلزل (نہ ڈگمگا جانے والا) ایمان ہی یہ رہا کرتا ہے کہ جب بھی، جہاں سے بھی، جیسے بھی اس ذات اقدس کو پکارا جائے وہ پکار کا جواب دیا کرتی ہے۔ انہیں اس ذات سے مانگے جانے کی لذت، حلاوت اور مٹھاس کا ادراک و شعور ہوتا ہے، وہ اس ذات سے مانگنے کا سلیقہ و طریقہ جانتے ہیں، وہ مانگ اور آرڈر کا فرق سمجھتے ہیں، وہ اس ذات کی توجہ حاصل کرنے کے حوالے سے بات کی سچائی (صدق مقال) اور حلال و پاک غذا (اکل حلال) کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں، وہ بھکاری کی صفت، ترلے، عاجزی اور باحیثیت کے دبدبہ بھرے لہجے میں تمیز کرتے ہیں، وہ حاجت مند کی خوشامد اور غیر ضرورت مند کی لاپرواہی میں امتیاز برتتے ہیں، وہ قبولیت کے یقین کو عدم قبولیت کے تذبذب (بے یقینی) سے گندہ نہیں کرتے۔ وہ نتائج کے ظہور کو عجلت کی بے صبری سے پراگندہ اور بدمزہ نہیں کیا کرتے۔ وہ ثمرات کے حصول کا اطاعت و بندگی سے شکریہ ادا کیا کرتے ہیں۔)

اسلامی تعلیمات کے ذریعے جب صاحبِ ایمان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالاسباب یا بلااسباب دینے والی ذات فقط اللہ رب العزت ہی کی ہے تو یہ اس کا علم الیقین بن جایا کرتا ہے، جب یہ بنیادی نظریہ اس کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے تو اس کے لیے حق الیقین میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے، جب وہ اپنے تجرباتی و

مشاہداتی اعمال کی روشنی میں اپنے مکمل ہوش و حواس کے ساتھ بصارت و بصیرت کے ذریعے یہ محسوس کیا کرتا ہے کہ سب انتظام وہیں سے ہو رہا ہے تو یہ نظریہ اس کا عین الیقین ہو جایا کرتا ہے۔ عین الیقین کے مرتبے تک پہنچ جانے والا صاحب ایمان انسان اپنی ہر چھوٹی بڑی (جوتے کے ٹوٹے ہوئے تسمے سے لے کر اپنے رب کی رضا کے حصول تک) حاجات و تمناؤں کے پورا ہونے کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانتا ہے اور مانگتا ہے۔ اس کی نظر کسی بھی مخلوق کی طرف اٹھتی ہی نہیں، اس کے دل میں (اپنی مانگ کے حوالے سے) کسی بھی مخلوق کا خیال آتا ہی نہیں، اس کی زبان کسی بھی مخلوق کو (ضرورت پوری کرنے کے حوالے سے) اپنی طرف متوجہ کرتی ہی نہیں۔ اسے اس بات کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے نہیں بھی مانگوں پھر بھی وہی دے گا، اس لیے کہ اب تک جو بھی مِلا ہے اُسی نے دیا ہے، یہ بدگمانی تو اس کے قریب سے بھی نہیں گزرتی کہ (جس نے اب دیا ہے، دے رکھا ہے) وہ آئندہ نہیں دے گا، لہٰذا میں کیوں نہ اس سے مانگ کر ہی لوں کہ وہ مانگنے اور مانگتے رہنے سے بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ربّ العٰلمین، مختارِ کُل کو اپنے بندوں کا (مخلوق کے سامنے رونے کے بجائے) اپنے سامنے ''رُونا'' بہت ہی پسند آیا کرتا ہے (انعام کے طور پر اس رونے والے کے لیے ایک سال کی حلال روزی کے دروازے کھلے رکھنے کا فیصلہ فرمادیا کرتا ہے) اس یقین کے ہوتے ہوئے اگر کسی بندے کی طرف سے اسے اس کی کسی ذمہ داری اٹھانے کی پیشکش بھی ہوتی ہے تو وہ اس پیشکش کو اپنے اور اپنے رب کے رابطے میں رکاوٹ سمجھتے

ہوئے مسترد کر دیتا ہے، ٹھکرا دیتا ہے۔ وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہی اس لین دین کو خالص رکھنا چاہا کرتا ہے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے وہ اس ڈِیل (معاملے) کو کس طرح کتنا اور کب مکمل کرائے گا) امتِ مسلمہ کے مقتداؤں، رہبروں میں سے ایک عظیم الشان، عالی مرتبت نام سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا بھی ہے۔ امت مسلمہ نے ہر زمانے میں انہیں ''پیرانِ پیر'' کے نام سے مانا ہے۔ آپ کا یہ مرتبہ تاقیام قیامت قائم و دائم رہے گا۔ آپ کی خانقاہ (ولیوں کی قیام گاہ) تھی، جہاں بے شمار لوگ آپ کی مجلس میں ایمان قبول کرنے، توبہ کرنے، اللہ تعالیٰ کا نام سیکھنے، قرب حاصل کرنے کے لیے ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے جن کے قیام و طعام کا انتظام خانقاہ کی طرف سے ہوا کرتا تھا۔ حاکم وقت نے تحریری طور پر قاصد کے ہاتھ ایک پیشکش بھجوائی کہ خانقاہ کے اخراجات کا مکمل (پورا) بندوبست سرکار کرے گی۔ حضرتؒ نے اُسی وقت اُسی تحریر کے پیچھے جواب لکھ کر اسی قاصد کے ذریعے حاکم وقت کو بھجوا دیا فرمایا: اگر میں نے تمہاری اس پیشکش کو قبول کر لیا تو آپ کی چھتری کے رنگ کی طرح میری قسمت بھی کالی پڑ جائے گی مجھے تو جب سے آدھی رات کو اللہ تعالیٰ سے اُٹھ کر نالہ و فریاد کی دولت حاصل ہوئی ہے تو میں تمہاری پوری کی پوری سلطنت ایک جوَ کے دانے کے بدلے خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

اللہ رب العزت روزانہ بلاناغہ ہر رات کے آخری حصے میں (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر اپنی رحمتوں کے ساتھ نزول (اُتر کر) فرماتے

ہوئے اپنا دربار عالیہ سجاتے ہیں جس میں چاروں طرف ایک سُریلا پُرکشش اعلان گونجتا رہتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کردی جائے، ہے کوئی روزی کا مانگنے والا کہ اس کو روزی عطا کی جائے، ہے کہ کوئی ضروریات پوری کرانے کا طلب گار کہ اس کی ضروریات پوری کی جایا کریں، یہ اعلان فجر کا وقت شروع ہونے تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ ارے ! توجہ ہے ! جانتے ہو ! اس محفل میں کون لوگ (مرد و عورت) حاضر ہُوا کرتے ہیں؟ دنیا کے چاروں اطراف سے اپنی اپنی جگہوں پر رہتے ہوئے انعام یافتہ افراد اس محفل کے حاضرین بنا کرتے ہیں۔ ہاں ! ہاں ! اس دربارِ عالیہ کا درباری بننا ایک عظیم خوش قسمتی ہے۔ ذرا ! دل کے کانوں کو چیک فرمالیجیے ! کانوں میں میل ہو تو صاف فرمالیجیے ! تاکہ قیمتی بات ضائع نہ چلی جائے۔ اس عالی دربار کا درباری بننے کے لیے نہ ذات شرط ہے، نہ جمال شرط ہے، نہ مال شرط ہے، نہ کمال شرط ہے، نہ علاقہ شرط ہے، نہ زبان شرط ہے، نہ نسل شرط ہے، نہ خاندان شرط ہے، نہ عمر شرط ہے، نہ حیثیت شرط ہے، نہ صحت شرط ہے، نہ بیماری شرط ہے، نہ ظاہری بینائی شرط ہے، نہ ثقل سماعت (اونچا سننا) شرط ہے، نہ مافی الضمیر بیان کرسکنا شرط ہے، نہ گونگا ہونا شرط ہے، نہ سفر شرط ہے، نہ اقامت شرط ہے، بس شرط ہے تو یہی شرط ہے کہ وہ صاحبِ ایمان مؤمن ہو یا مؤمنہ۔

اس محفل کے سجائے جانے (انعقاد) کا متعینہ (طے شدہ) وقت کتنا پیارا ہے ایک سمت رات کی تاریکی قریب الختم دوسری سمت دن کے اُجالے کی آمد آمد، درمیان میں رحمتوں کی پھوار اور دل کی روشنی کی جگمگاہٹ ، فضا روحانی مادّی

کثافتوں، غلاظتوں، نجاستوں، آلودگیوں (پلوشن) سے پاک، بدکردار اپنے اپنے جذبات ٹھنڈے کر کے اوندھے منہ پڑے سَو چکے (گویا ماحول سے علیحدہ کردیے گئے) رحمتوں کی خُنکی (ٹھنڈک) لیے ہوئے سہانا موسم، قبولیت کی استطاعت لیے ہوئے ہلکا پھلا دل، اطاعت الٰہی کا فیصلہ لکھوانے پر آمادہ ذہن کی تختی (سلیٹ) کدورتوں سے صاف و پاک، زبان کے بول نکھرے پھولوں کی طرح خوشبودار، اللہ تعالیٰ کے مہر کو سمیٹنے والے پھیلے ہوئے ہاتھ، اللہ تعالیٰ کے قہر کو دھو دینے والی بہتی آنکھیں، اخلاص کا پیکر بنا عمل کہ جس ذات کو دکھانا ہے بس وہی ذات دیکھ رہی ہے، کسی انسانی آنکھ کے دیکھ لینے کا کوئی خدشہ، خطرہ نہیں۔

ذرا ایک طائرانہ (اُڑتی ہوئی) نظر ہو جائے اس پُر سکون ماحول اور سہانے وقت میں دنیا بھر میں کچھ پروانے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، بعض دیوانے کمر جھکائے اپنا قد چھوٹا کیے ہوئے ہیں، چند مستانے تو گھٹنے ٹیک کر اپنی ذات کی مکمل نفی کرتے ہوئے اپنی پیشانیاں زمین پر رَگڑ رہے ہیں، کئی فرزانے نظریں جُھکائے باادَب بیٹھے ہیں، کچھ متوالے ہاتھ پھیلائے آہ وبکا، آہ وزاریوں، آہ و فغاں میں دیوانہ وار مشغول ہیں، یہ عاشقانہ منظر ایک اور پُر کشش، مسحور کن، دل رُبا، روح پرور نقشہ چشم تصور میں اُبھار رہا ہے، ذرا سامنے نظریں تو ڈالیے ان کا رحمٰن و رحیم، کریم و حلیم، رؤف و ودود، وھاب و تواب رب انہیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہے، ذرا دائیں، بائیں نظریں تو پھرائیں اس ماحول میں موجود فرشتے چہروں پر بشاشت مگر گردنیں معذرۃ خواہانہ ندامت لیے ہوئے جھکی ہوئیں کہ

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی پیدائش پر انڈر ایسٹیمیٹ کرتے ہوئے ہم نے کہا تھا کہ یہ خون بہائیں گے کیا تنہائیوں میں اپنے آنسو بہانے والے بھی ناحق (کسی کا) خون بہا سکتے ہیں؟ ارے نگاہیں گھمائیں تو سہی انہیں دیکھ کر شیطان مردود اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے واویلا مچا رہا ہے ہائے! ان کے بہکانے اور گمراہ کرنے اور گمراہ رکھنے کی تو میں نے قسم کھا رکھی ہے، قیامت تک کی میں نے اپنی زندگی مانگ رکھی ہے ان کے متعلق اپنے رب کا ناشکرا رہنے کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ لیکن میری انتھک کوششوں کے باوجود یہ تو تنگ دستیوں، عدم صحتوں، پریشانیوں، تکلیفوں کے ہوتے ہوئے مجسم، سراپا شکر گذار بنے ہوئے ہیں، میری محنت تو انہیں اس غیر مرئی (مادی آنکھوں سے نہ دیکھے جاسکنے مگر محسوس کیے جاسکنے والے) دروازے سے دور رکھنے پر خرچ ہوتی چلی جارہی ہے پھر بھی انہوں نے یہ دروازہ پا ہی لیا، اگر ان کے رب نے انہیں اپنا لیا (اپنی طرف جذب کرلیا) تو مجذوبوں کی اس جماعت سے تو میری ناکامی کی راہیں کشادہ ہوتی چلی جائیں گی۔ یہ روشن ضمیر تو ہدایت کے پاور فُل جگمگاتے مینار ہیں۔ اس روشنی میں تو دنیا بھر میں پروانوں کی تعداد میں ہر رات میں اضافہ در اضافہ ہو رہا ہے۔ رات کے آخری پہر کی اس تاریک مگر مبارک و پر فضیلت محفل میں شریک ہونے والے تو انعام یافتہ لوگ ہوا کرتے ہیں جو دن کے اُجالے میں بھی صراط مستقیم پر گامزن نظر آیا کرتے ہیں اس طرح تو یہ اپنے مقصد حیات میں کامیاب ہو جائیں گے اور میری ناکامی و نامرادی اور گہری ہو جائے گی۔

اے دنیا بھر میں پائے جانے والے امت مسلمہ کے مردو! عورتو! جوانو!

بوڑھو! ہم بھی روزانہ کی بنیاد پر صبح صادق سے پہلے پہلے کی اس سیدھی سادی، باوقار، پُرنور، روح پرور محفل کے درباری بن جایا کریں اور اپنی مرادوں سے ان انعام یافتہ لوگوں کی طرح اپنی اپنی جھولیاں، دامن، آنچل، پلّو بھر بھر کر لوٹا کریں، جانتے ہو ہمیں دیکھ کر یہ انعام یافتہ لوگ مسکرائیں گے اور مؤمن کا مؤمن کو دیکھ کر مسکرا دینا صدقہ ہے اور صدقہ بلاؤں کو ٹال دیا کرتا ہے، رب کے غضب اور قہر کو رحمت اور مہر میں تبدیل کرا دیا کرتا ہے۔ اس محفل میں شریک ہوتے رہنے سے ہمارا شمار بھی انعام یافتہ لوگوں میں ہونے لگے گا، آخرت میں ہمارا حشر انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ آیئے! اس دربار کے ممبر بنیں، صبح صادق سے تقریباً آدھ (2/1)، پون (4/3) گھنٹہ پہلے بیدار ہو جانے کی عادت ڈالیے، قضائے حاجت سے فارغ ہوئیے (نیچرل فراغت کا یہی وقت مناسب ہوتا ہے) وضو فرمایئے دو (2) چار (4) رکعات تہجد کی ادا کیجیے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجیے، نبی ﷺ پر درود شریف بھیجیے، (اللہ تعالیٰ پوری رحمت و قبولیت کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہیں) دنیا آخرت کی تمام جائز ضروریات پورے یقین کے ساتھ مانگیئے، مانگتے ہوئے دل، دماغ، زبان کو صرف اور صرف اس ذات سے مانگنے پر ہی جمع رکھیے (یاد رکھیے دعائیں مانگنا اور ہے دعائیں پڑھنا اور رہے، محتاج بن کر مانگنا اور ہے، بے نیازی سے سنانا او رہے، عموماً ہوتا یہ ہے کہ دل کہیں، دماغ کہیں، آنکھیں کہیں، زبان کہیں، بھائی مانگنا ہے، مانگے جانے کی حجت پوری نہیں کرنی، وظیفے پڑھنے اور دعائیں مانگنے میں فرق رکھیے، وقت گذاری نہیں، چمٹ کر، لپٹ کر، لے کر رہیں گے

کے عزم کے ساتھ مانگیے، اپنی محتاجی بھی ثابت کرنی ہے، بھائیو! یہ دعا ہے جو مالک الملک، قادر مطلق، مختار کل، مدبر کائنات، مصرف القلوب، علام الغیوب، ستار العیوب، غفار الذنوب، قابل التوب، شدید العقاب، الیم العذاب، عزیز ذوانتقام رب سے مانگی جایا کرتی ہے اس رب کی ایک شانِ کبریائی ہے۔ دعا میں اس شان کبریائی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جانا ضروری ہے۔ بے گانگی، لا تعلّقی، بے توجہی، عدم دلچسپی، بے رُخی، بے زاری، بے نیازی سے مانگنا دعا ہے یا (نعوذ باللہ) ہوٹل کے بیرے کو آرڈر دینا ہے۔ عزیزو! یوں تو وہ اپنے بندوں سے ہمہ وقت عاجزی، انکساری چاہتا ہے مگر دعا مانگنے والے کو تو عاجزی، انکساری اور زاری کا پیکر بن کر ہی مانگنا چاہیے یہ تو وہ در ہے جہاں بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر زور، جبر، دباؤ، اثر ڈالنا ممنوعہ درخت ہیں۔ پھر یہ مانگ حقیقت پسندانہ ہونی چاہیے غیر حقیقت پسندانہ دعا تو توہین اور گستاخی کے زمرے میں سمجھی جایا کرتی ہے، مثلاً کوئی مَرد یوں مانگے مجھے عورت اور کوئی عورت یوں مانگے کہ مجھے مَرد بنا دیا جائے۔ (یہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض ہے)، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی دنیوی، اخروی ضروریات کا پورا ہونا مانگا جانا ہے، دعا نعوذ باللہ نہ فرمائشی پروگرام ہے، نہ فریسٹریشن کا اظہار ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے، نہ ہی مایوسی کا اعلان ہے۔ یہ تو پورے یقین کے ساتھ اس کی مشئیت (چاہت) کو شامل حال کراتے ہوئے اس ذات اقدس سے مانگنا ہے جس کے علاوہ کوئی دینے والا ہے ہی نہیں، اس کی دَین کو کوئی روک ہی نہیں سکتا، اگر وہ خود ہی روک لے تو کوئی دینے دلانے والا ہی نہیں، اس وحید (اکیلی)

ذات نے اپنے ہر ہر بندے کو عمومی طور پر اور اپنی جانوں پر ظلم (شرک) کرنے والے بندوں کو خصوصی طور پر علی الاعلان یہ فرمایا ہے جسے دنیا بھر میں ہر ہر جگہ مسلسل ساڑھے چودہ سو (1450) سال سے زائد عرصے میں پڑھا، پڑھایا، سنا، سنوایا، لکھا، لکھوایا جاتا رہا ہے، دنیا میں تاحیات، آخرت میں تااَبد یہ سلسلہ جاری وساری، قائم و دائم رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، (اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کی مقدار کے برابر بھی مایوس کن حالات درپیش ہوں تو بھی) اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے ناامید نہ ہوں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے کافر، منکر، ناشکرے اور نافرمان ہی ناامید رہا کرتے ہیں (جس بچے کا باپ زندہ ہو وہ کبھی مایوس و ناامید نہیں ہوا کرتا تو مؤمن و مسلم مرد و عورت کا رب تو حَیّ لایموت (ایسا زندہ جسے کبھی موت نہیں) ہے وہ کیوں ناامید ہو۔) (موت تو دور کی بات ہے رب کو تو نیند کیا اونگھ بھی کبھی نہیں آئی نہ آئے گی)، بھلا وہ کون ہے جو مضطر، مضطرب، بے کس، بے بس، پریشان حال، مصیبت زدہ کی فریادرسی کو پہنچتا ہے اور تکلیف، پریشانی، سختی، برائی دور کردیتا ہے (دعا ایک سبب ہے (دوسرے اسباب کی طرح) جو کچھ دعا کے ذریعے مانگا جایا کرتا ہے اس کے پورا ہونے کی تین (3) بنیادی شرطیں ہیں :

(1) مشیئت (چاہت) الٰہی۔ (2) دعا کی قبولیت کے حوالے سے تمام شرائط کا پایا جانا۔ (3) نتائج کے ظاہر ہونے کے حوالے سے تمام رکاوٹوں کا دور ہونا) (زمینی، یقینی، مسلمہ، بنیادی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس صمد

بھی ہے، صمد کا مطلب ہے وہ ذات جو کسی ایک کی بھی محتاج نہ ہو اور ہر ایک (ہر جگہ، ہر وقت) اس کا محتاج ہو۔اس رب العٰلمین کا ایک نام المتکبر بھی ہے) وہ صمد و غنی و متکبر اپنے ہر بندے سے یہ کہتا ہے (مجھے ڈھونڈنے کے لیے، مجھے پانے کے لیے کسی مشقت کی ضرورت نہیں ہے) میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں، ہر وقت، ہر جگہ تمہارے ساتھ ہوں، تم جب بھی، جہاں سے مجھے پکارو گے، میں جواب دوں گا، تمہاری دادرسی کروں گا پس تم مجھ پر ایمان لاؤ، اعتماد رکھو، میری فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ رشد و ہدایت سے سرفراز رہو۔ تم مجھ سے مانگو، میں (ہی) تمھیں (دیتا ہوں) دوں گا (مقام تعجب ہے سبحان اللہ ! صمد، غنی، بے پروا، بے نیاز، متکبر اپنے بندوں (غلاموں) کو ان کے دلوں کی باتوں، مرادوں کو پیش کرنے کے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لمحے، ہر وقت، ہر جگہ سے، ہر کسی کو، ہر حال میں مواقع دے رہا ہے، مرادیں پوری کرنے کے وعدے کر رہا ہے اور بندے اس سے منہ موڑے رہتے ہیں، اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کے سامنے اس کے غیر سے مرادیں مانگتے ہیں، خوشامدیں، منتیں، ترلے کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، نذریں مانتے ہیں، نیازیں کرتے ہیں فیااسفیٰ الی اللہ المشتکیٰ واللہ المستعان۔

اے امتِ مسلمہ کے بھائیو! بہنو! بزرگو! عزیزو! (بندوں کی طرف سے) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیے دعا سے بڑھ کر، برتر، بہتر، عمدہ، وزن دار کوئی چیز ایجاد ہی نہیں کی گئی، دعا تو مؤمن کے ہاتھوں میں دیا ہُوا وہ ہتھیار ہے جو آچکنے والی بلاؤں کو ہٹا دینے، مٹا دینے میں مدد کرتا ہے، مستقبل

میں پیش آسکنے والی مصیبتوں کو بھی دور رکھتا ہے، چل پڑنے والی آفات کو بھی واپس لوٹا سکتا ہے، دعا تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان انتہائی طاقتور براہ راست رابطہ ہے۔ شیطان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا کون ہو سکتا ہے، انتہائی نافرمانی کی حالت میں اس نے اللہ تعالیٰ ہی سے قیامت تک کی عمر مانگی، ناراضگی کے باوجود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود قرار دیئے جاچکنے کے باوجود اس کی یہ مانگ پوری کر دی گئی، چنانچہ شیطان کے تابعداروں (کفار و مشرکین) کی بھی اس دنیا میں سنی جاتی ہے، البتہ آخرت میں ان کی پکاریں، دعائیں، مانگیں بھٹکنے کے سوا کوئی نتیجہ نہیں دیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنے کا نام دعا ہے اور اللہ تعالیٰ واحد وہ ذات ہے جو اپنے سے مانگتے رہنے والوں سے کبھی نہیں اکتاتی (بیزار ہوتی) بلکہ اپنے سے مانگنے پر اکساتی (اُبھارتی) اور ہمیشہ خوش ہوتی ہے۔ اپنے سے نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوتی اور غصہ کرتی ہے، لہٰذا رات کا پچھلا پہر اس ذات سے مانگتے رہنے کا بہت ہی سُہانا وقت ہے اس کی عادت ڈالیے! نہ گھبرایئے! نہ اکتایئے! کبھی کسی بھیک مانگنے والے کو بھیک مانگتے رہنے سے بیزار دیکھا ہے وہ ہر وقت مانگتا ہے، ہر کسی سے مانگتا ہے، ہر جگہ مانگتا ہے، ہر حال میں مانگتا ہے، ملنے پر بھی مانگتا ہے، نہ ملنے پر بھی مانگتا ہے، پیار سے دینے والے کو اپنی کتاب میں رجسٹر کرلیتا ہے، پہلی مرتبہ مل جانے پر بھی، دھتکار دیئے جانے پر بھی بار بار مانگتا ہے مایوس بھی نہیں ہوتا، دینے والے سے بدگمان بھی نہیں ہوتا تو ہم اپنے رب سے کیوں مایوس و بدگمان رہیں جبکہ دینے والا، دیتے رہنے والا اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہے ہی نہیں، اس سدا دینے والے

نے یہ نہ بدلا جاسکنے والا پیغام اپنے بندوں کو بھجوار کھاہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے اپنے گمان کے مطابق رہتا ہوں، اس کے ساتھ معاملہ اس کے گمان کے مطابق رکھتا ہوں، اس کی دعائیں اس وقت تک قبول کیے جاتا ہوں جب تک وہ یہ نہ کہنے لگے کہ میرا اللہ میری نہیں سُنتا، اس دینے والے نے یہ واضح اور صاف اعلان کروار کھاہے کہ میرے بندو! مجھ سے مانگو آخرت کے حوالے سے جو بھی بھلائی مانگوگے دے دوں گا، دنیا کے حوالے سے جو خیر مانگوگے، اس میں تمھاری اپنی بھلائی کا خیال رکھوں گا، اگر وہ تمھارے حق میں بھی بہتر ہوئی تو تمھیں وہی دے دوں گا، اگر تمھاری مانگی ہوئی چیز بہتر ہونے کے باوجود تمھارے حق میں بہتر نہ ہوئی تو مجھے تم سے پیار ہے تمھاری مانگی ہوئی چیز تو نہیں دوں گا، البتہ تمھارے حق میں اس سے بہتر چیز دوں گا یا کسی برائی کو تم سے ہٹادوں گا، ہاں! ہاں! تم میں سے ہر ایک نے میری طرف سے طے شدہ اٹل نظام کے مطابق آخرت میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہنچنا بھی تو ہے اور وہاں کی ضروریات کا سامان بھی اسی دنیا سے وہاں جمع کراتے رہنا ہے، تم تو دنیا میں کام آنے والی چیزیں چاہتے ہو (دنیا تو ہر حال میں گذرتے گذرتے ایک دن اپنی عمر مکمل کرہی لے گی) میں محبت کرنے والا تمھارا پروردگار تمھاری دعاؤں کا ایک معقول حصہ تمھاری اخروی زندگی کے لیے جمع کرکے رکھ رہا ہوں، جب آخرت میں مجھ سے ملوگے تو میں تمھاری مانگی ہوئی ہر ہر دعا وقت کا حوالہ دے دے کر تمھیں یاد کراؤں گا، جن جن دعاؤں کے جو جو ثمرات (نتائج) دنیا میں ظاہر ہوچکے ہوں گے وہ بھی دکھلاؤں گا اور بقیہ کا حساب آخرت ہیں چکتہ کردوں

گا (آخرت میں ہماری خوشی کی کیا انتہا ہو گی جب ہم اپنی دعاؤں کے اخروی نتائج دیکھ کر یہ کہہ رہے ہوں کاش ! دنیا میں ہماری کوئی ایک دعا بھی قبول نہ ہوئی ہوتی۔)

ایسے پیارے، مہربان، شفیق، کریم، رؤف، ودود، رحمٰن، رحیم سے خفگی، شکوہ، شکایت کیسی ؟ ہر حال میں مانگیے ! مانگتے چلے جایئے ! اپنے رب سے۔

یوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر بندے کو قبولیت دعا کے حوالے سے روزانہ کی بنیاد پر رات کے آخری پہر میں تہجد کے وقت دعائیں مانگنے کا سُنہری موقع عنایت فرما رکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ کچھ جگہیں، اوقات اور حالات بھی ایسے مخصوص فرما رکھے ہیں جنہیں قبولیتِ دعا کے اعتبار سے شریعت میں انتہائی اہمیت و حیثیت حاصل ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے :

## دعا کی قبولیت کے مقامات :

نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس، مطاف (طواف گاہ) میں، ملتزم کے پاس، خانہ کعبہ کی چھت کے میزاب (پرنالے) کے نیچے، صفا و مروہ پر، مقام ابراہیم کے پاس، بیت اللہ کے اندر، میدانِ عرفات میں، مزدلفہ میں، منٰی میں اور شیطان کے تینوں ٹیلوں (جمرات) کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

## دعا کی قبولیت کے اوقات :

شبِ قدر، عرفہ کا دن، رمضان المبارک کا مہینہ، رات کا آخری تہائی حصّہ، جمعہ کے دن امام کے خطبے کے لیے ممبر پر بیٹھنے سے لیکر سلام پھیرنے تک اور عصر

سے مغرب کے درمیانی اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

## دعا کی قبولیت کے حالات:

اذان اور تکبیر کے درمیان، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے صفیں باندھنے کی حالت میں، جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو، فرض نمازوں کے بعد، ختم قرآن کے بعد، زم زم کا پانی پیتے ہوئے، مرغ کی اذان کے وقت، مسلمانوں کے دینی اجتماعات میں، ذکر اللہ کی مجالس میں، بارش برسنے کی حالت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

وما توفیقی إلا باللہ

# قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور در در دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً للہ امت کی اصلاح مقصود ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (1000/=) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے) بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بینک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

**الملتمس: مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی**

## اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ اسماء و صفات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ لینے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

**رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ**

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

**رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب**

02132575228+02132575229

موبائل: 0322-2394550

0300-3970930